تزک بابری

از

(جناب محمد رحیم صاحب دہلوی)

(۶)

ملاقات | میں شاہرخیہ کے باہر حیدر بیگ کے بنائے ہوئے باغ میں خان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خان باغ کی چار دری میں اترے ہوئے تھے۔

میں نے اندر پہنچتے ہی تین دفعہ جھک کر سلام کئے۔ خان بھی تعظیم کے لئے اُٹھ کر کھڑے ہوئے۔ ملنے اور پچھلے پاؤں ہٹ کر ایک سلام کرنے کے بعد خان نے اپنے پاس بلایا اور پہلو میں بٹھالیا اور نہایت شفقت اور مہربانی فرمائی۔

والد کے مزار کی زیارت | دو ایک دن بعد میں کندرلک[1] درّہ امانی کے راستے سے آخشی اور اندجان چلا۔ آخشی میں والد کے مزار کی زیارت کی۔

جمعہ کی نماز کے وقت میں آخشی سے چلا اور بند سالار کے راستے سے مغرب وعشا کے درمیان اندجان آگیا۔ بند سالار کا یہ راستہ ۲۷ میل ہے۔

جنگلیوں سے خراج لیا | اندجان کی جنگلی قوموں میں چکرک[2] ایک قوم ہے۔ اس کے پانچ ہزار گھر ہیں۔ کاشغر اور فرغانہ کے بیچ میں پہاڑ ہیں یہ ان میں رہتے ہیں ان کے پاس گھوڑوں اور بھیڑوں کی بہتات ہے۔ ان پہاڑوں میں معمولی بیلوں کی بجائے پہاڑی گائے پالتے ہیں۔ اس لئے پہاڑی گائیں[3] بھی ان کے پاس کثرت سے ہوتی ہیں۔ یہ لوگ چونکہ دشوار گذار پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ اس لئے مال گذاری نہیں دیا کرتے۔

---

[1] کندرلک [2] چگ رگ [3] اس کو گاؤ قطاس کہتے ہیں۔

میں نے قاسم بیگ کو لشکر کا سردار بنا کر ان کی طرف بھیجا۔ کہ ان سے کچھ مال وصول کرے اور ہمارے لشکر کے لئے روانہ کرے۔ قاسم بیگ نے جا کر بیس ہزار بھیڑیں اور پندرہ سو گھوڑے لئے اور فوج کو بانٹے۔

میرے ایلچی کی بے عزتی

لشکر جب چک رک سے واپس آیا۔ تو اوراتیبہ جانے کا ارادہ کیا۔ وہ مدت سے عمر شیخ مرزا کے قبضہ میں تھا۔ جس سال مرزا کا انتقال ہوا۔ اسی سال وہ قبضہ سے نکل گیا۔ اب بائسنغر مرزا کی طرف سے اس کا چھوٹا بھائی سلطان علی مرزا وہاں تھا۔ اس نے میرے آنے کی خبر سنی تو بلغار[1] و مسیحا[2] کی طرف چل دیا۔ اور اپنے آتکہ شیخ ذوالنون کو چھوڑ گیا۔ میں خجند سے ہوتا ہوا ادھر چلا۔ راستے میں سے خلیفہ کو بطور ایلچی شیخ ذوالنون کے پاس بھیجا۔ اس —— مردود نے کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا۔ اور خلیفہ کو گرفتار کر کے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ خدا کو بچانا منظور تھا۔ خلیفہ کسی نہ کسی طرح بچ نکلا۔ اور ہزاروں تکلیفیں اٹھا کر دو تین دن بعد پیدل اور ننگے بدن اوراتیبہ کے قریب میرے پاس پہنچا۔

اوراتیبہ پر محمد حسین کا قبضہ

جاڑے کا موسم قریب آ گیا اور لوگوں نے غلہ وغیرہ اٹھا لیا۔ اس لئے میں چند دن کے لئے اندجان کی طرف لوٹ گیا۔

مری واپسی کے بعد خان کی فوج اوراتیبہ پر جا چڑھی۔ وہاں کے لوگ مقابلہ نہ کر سکے۔ اوراتیبہ محمد حسین گورگان کے حوالے کر دیا۔ اس دن سے ۹۰۶ھ تک وہ اسی کے قبضے میں رہا۔

۹۰۱ھ ہجری کے واقعات

حصار پر سلطان حسین کا حملہ

سلطان حسین مرزا نے خراسان سے حصار پر فوج کشی کی۔ جاڑے میں وہ ترمذ آ گیا۔ سلطان مسعود مرزا بھی اپنی فوج اکٹھی کر کے ترمذ ہی پر مقابلے میں آ جما۔[3] خسرو شاہ نے قندز کو مضبوط کیا اور خود وہاں رہا۔ اپنے چھوٹے بھائی ولی کو لشکر کے ساتھ

[1] بلغار ایک شہر کا نام ہے۔ بحر ظلمات کے قریب سکندر نے اس کو آباد کیا تھا۔ بلغار کے معنی لب بسیار غار ہیں۔ اس شہر کے قریب بہت سے غار ہیں۔ [2] بلغار و مسیحا کی بجائے مسٹر جان لیڈی نے "دیہات مسیخا" لکھا ہے [3] ۱۴۹۵ء [4] "تا کہ اسے دریائے آمو کو پار کرنے سے روکے" مسٹر جان لیڈی نے اپنے ترجمے میں یہ فقرہ زیادہ لکھا ہے

سلطان حسین مرزا کے مقابلے کے لئے بھیجا۔

ان لشکروں نے سردیوں کا بڑا حصہ دریا کے کنارے گذارا۔ پار نہ جا سکے۔

چپکے چپکے دریا پار کر لیا | سلطان حسین مرزا تجربہ کار اور ہوشیار بادشاہ تھا۔ اس نے دشمنوں کی بے خبری میں پانچ چھ سو آدمیوں کا دستہ عبداللطیف بخشی کے تحت چپکے چپکے کلف[1] کی طرف سے بھیجا۔ دشمنوں کو خبر ہونے سے پہلے عبداللطیف بخشی نے لشکر کو لے کر دریا پار کیا۔ اور دریا کے کنارے مضبوط کر لئے۔

مسعود مرزا کا فرار | سلطان مسعود مرزا کو جیسے ہی یہ خبر معلوم ہوئی۔ وہ بزدلی کے سبب یا باقی چغانیانی کے بہکائے سے جو ولی کا دشمن تھا۔ فوج سے مقابلہ کئے بغیر گھبرا کے فوراً حصار کی طرف بھاگا۔ حالانکہ ولی نے بہت سمجھایا کہ دریا کو پار کر لینے والے لشکر پر فوراً حملہ کرنا چاہیئے۔

جگہ جگہ حملے کی تدبیریں | سلطان حسین مرزا نے دریا پار کر کے۔ بدیع الزماں مرزا، ابراہیم حسین، ذوالنون ارغون اور محمد ولی بیگ کو فوراً خسرو شاہ کے پاس بھیجا۔ مظفر حسین مرزا اور محمد برندق برلاس کو ختلان روانہ کیا۔ اور آپ حصار کی طرف آیا۔

مسعود کو حصار سے بھی بھاگنا پڑا | سلطان حسین مرزا کے قریب آجانے کی خبر ملی تو سلطان مسعود مرزا نے حصار میں ٹھیرنا مناسب نہ جانا۔ اور کرم وندی کے اوپر کی طرف سرہ تاق کے رستے سے اپنے چھوٹے بھائی بالسنغر مرزا کے پاس سمرقند چلا گیا۔ اور ولی ختلان کی طرف بھاگ گیا۔

حصار پر تین دوستوں کا قبضہ | باقی چغانیانی، محمود برلاس اور قوچ بیگ کے باپ سلطان احمد نے حصار کے قلعے پر قبضہ کر لیا۔

مسعود کے تعاقب میں | سلطان حسین مرزا نے جیسے ہی یہ خبر سنی۔ ابوالحسن مرزا کو کچھ فوج دے کر کرم دن کی گھاٹی کے اوپر کی طرف سے سلطان مسعود مرزا کے پیچھے بھیجا۔ ابوالحسن مرزا نے اس کو راستہ میں جا لیا۔ مگر وہ کچھ کر نہ سکا۔ البتہ مرزا بیگ فرانکی[2] نے خوب مردانگی دکھائی۔

---

[1] کلف، دریائے آمو کے قریب ترمذ کے نیچے کی طرف ہے۔ [2] قرن جی

محمود کے نامور ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا

حمزہ سلطان اور مہدی سلطان کئی سال ہوئے شیبانی خاں کو چھوڑ کر چلے آئے تھے اور اپنے سب ازبکوں سمیت سلطان محمود مرزا کے نوکر ہو گئے تھے۔ اس لڑائی جھگڑے میں وہ اپنے ازبکوں سمیت قراتگین کی طرف بھاگ گئے۔ محمد دغلت اور سلطان دغلت بھی اپنے مغلوں سمیت جو حصار میں رہتے تھے قراتگین چلے گئے۔

حمزہ سلطان کی فتح

سلطان حسین مرزا نے حمزہ سلطان اور مغلوں کا سر توڑنے کے لئے جو قراتگین میں تھے۔ ابراہیم ترخان، یعقوب اور ایوب کو تھوڑی سی فوج کے ساتھ بھیجا۔

قراتگین پر دونوں لشکروں میں لڑائی ہوئی۔ حمزہ سلطان وغیرہ نے سلطان حسین مرزا کی فوج کو شکست دی اور اس کے اکثر امرا کو قید کر کے وہاں سے چل دیئے[1]۔

میرے ازبک اور مغل ملازمین میں اضافہ

اسی نتیجہ کے سبب حمزہ سلطان، مہدی سلطان، جماق سلطان[2][3]، (حمزہ سلطان کا بیٹا) محمد دغلت (جو بعد میں محمد حصاری مشہور ہوا) اور سلطان حسین دغلت نے رمضان[4] میں مجھے خبر بھیجی اور اس کے بعد اپنے ازبک متعلقین کے ساتھ اور اُن مغلوں سمیت جو سلطان محمود مرزا کے ملازمین میں سے حصار میں رہتے تھے میرے پاس اندجان آ گئے۔

ازبک سلاطین کی خاطر داری

تیموریہ سلاطین کے دستور کے مطابق میں ان دنوں توشک پر بیٹھتا تھا۔ حمزہ سلطان، مہدی سلطان، اور جماق سلطان آئے تو میں ان کی تعظیم کے لئے اٹھا۔ توشک سے نیچے اُترا۔ ان سے بغل گیر ہوا۔ اور انھیں تکیہ کے پاس سیدھے ہاتھ کی طرف بٹھایا۔ وہ مغل بھی جن کا سردار محمد حصاری تھا میرے ملازم ہو گئے۔

---

۱ اکثر امرا کو گھوڑوں سے اُتار کر قید کیا لیکن پھر جانے کی اجازت دے دی "مسٹر جان لیڈی کے ترجمے میں یہ فقرہ بھی شامل ہے ۲ موٹی لاٹھی یا لوہے کے اس گرز کو جس کے چھ پہلو ہوں جماق کہتے ہیں۔ ترکوں میں جماق نام بھی رکھا جاتا ہے

۳ بعض نسخوں میں جماق سلطان کی بجائے مماق سلطان لکھا ہے۔

۴ مئی یا جون ۱۴۹۶ء

نقب زنی کی واردا تیں | سلطان حسین مرزا نے حصار کا محاصرہ کر لیا۔ وہ دن رات نقب لگانے۔ قلعہ لینے۔ گولے برسانے اور توپیں جمانے میں لگا رہتا۔ اور دم بھر چین سے نہ بیٹھتا۔

اس نے پانچ چار جگہ نقب لگائی۔ شہر کے دروازے کی طرف جو نقب لگائی وہ بہت آگے بڑھ گئی۔ شہر والوں نے بھی نقب لگا کر اس نقب کا حال معلوم کر لیا۔ اہلِ شہر نے اندر سے دشمنوں کی طرف دھواں چھوڑنا شروع کیا۔ محاصرہ کرنے والوں نے فوراً نقب کا منہ بند کر دیا۔ اس لئے دھواں اندر ہی کی طرف پلٹ گیا اور قلعہ میں جا گھسا۔ قلعے والے مُردوں سے بدتر ہو گئے اور بھاگ کر باہر نکل آئے۔ آخر تھیلوں میں پانی لا لا کر نقب پر ڈالا اور دشمنوں کو نقب سے ہٹایا۔

ایک دفعہ چند لوگ ایکا ایکی باہر نکلے اور نقب کے منہ پر جو دشمن تھے ان پر حملہ کر دیا اور سب کو مار بھگایا۔

سلطان حسین کی بزدلی | ایک دفعہ شمال کی طرف جہاں خود مرزا کی قیام گاہ تھی توپ[1] کے سنگین گولے مار کر ایک برج توڑ پھوڑ دیا اور عشاء کے وقت وہ بُرج اڑ گیا۔ چند سپاہیوں نے جرأت کی اور لڑائی کی اجازت مانگی۔ لیکن مرزا نے کہا رات کا وقت ہے اور اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

صبح تک شہر والوں نے اس برج کو ٹھیک کر لیا۔

یہ لوگ صبح بھی مقابلہ نہ کر سکے۔

دو ڈھائی مہینے کے اس عرصہ میں دھمکاتے، ڈرانے، نقب لگانے اور گولے مارنے کے سوا کوئی لڑائی جم کر نہیں لڑی گئی۔

خسرو شاہ کا حملہ | بدیع الزماں مرزا جب اس فوج کے ساتھ جو سلطان حسین مرزا نے خسرو شاہ کی طرف بھیجی تھی قندز سے نو دس میل فاصلے پر جا اُترا۔ تو خسرو شاہ اپنے ساتھیوں کو ٹھیک

[1] شاید اس زمانے میں پتھر کے گولے ہوتے تھے۔

کر کے قندز سے باہر نکلا۔ اور رات گذرنے کے بعد اس نے بدیع الزماں مرزا کی فوج پر حملہ بول دیا۔

بدیع الزماں کی بزدلی | یہ لوگ زبردست مرزا، سردار اور امیر تھے اور ان کے ساتھ خسرو شاہ کی فوج سے دُگنی نہیں تو ڈیڑھ گنی فوج ضرور تھی۔ پھر بھی یہ صرف اپنا بچاؤ کرتے رہے اور خندق سے باہر تک نہ نکلے۔

خسرو شاہ کے کارہائے نمایاں | خسرو شاہ کے پاس اس وقت اچھے بُرے اور چھوٹے بڑے تقریباً چار پانچ ہزار آدمی ہوں گے خسرو شاہ نے اس فانی دنیا اور بے دفا نوکروں کے لئے اتنی برائی اور بدنامی سمیٹی اور اتنا ظلم وستم توڑا اور اتنے بڑے ملک پر قابض ہو گیا اور اس قدر آدمیوں کو جمع کر لیا جن کی تعداد آخر میں بیس تیس ہزار تک پہنچ گئی۔ اور جس کا علاقہ اپنے بادشاہ اور مرزاؤں سے بڑھ گیا) عمر بھر میں کوئی کام کیا تو یہی کیا اسی وجہ سے خسرو شاہ اور اس کے ملازمین، سردار اور بہادر بنے۔ اور خندق میں چھپے رہنے والے ڈرپوک مشہور ہو گئے۔

ولی بدیع الزماں کے تعاقب میں | بدیع الزماں مرزا وہاں سے اُلٹا پھرا۔ اور تھوڑی دور جا کے طالقان[1] کے مقام پر بڑے باغ میں جا اُترا۔ خسرو شاہ قندز میں رہا۔ اور اپنے چھوٹے بھائی ولی کو بہت سی فوج کے ساتھ جس کے پاس نہایت عمدہ سازوسامان تھا۔ اشکمش[2]، تلول اور پہاڑوں کے دامن کی طرف بھیج دیا۔ تاکہ دشمن کو باہر سے دبائے اور تنگ کرے۔

محب علی کی دلیری | ایک دفعہ محب علی قورچی[3] نے چند ہتھیار بند اور جنگجو سپاہیوں کو ساتھ لے کر دریائے ختلان کے کنارے دشمن سے مقابلہ کیا اور انھیں ہرا دیا۔ اور چند لوگوں کو گھوڑوں سے اُتار کر اُن کے سر کاٹ لئے۔

---

[1] طالقان غ سے لکھا ہے۔ لیکن یہ اگر طالقان ہو تو یہ تابکان کا بدل ہے۔ اور مرد اور بلخ کے بیچ میں ایک شہر کا نام ہے اور اگر طالیخان یا طلیخان ہے تو یہ قندز سے تقریباً ساٹھ میل دریا سے اوپر کی طرف ہے۔

[2] اشکمش قندز سے اوپر کی جانب دریائے اکسیر کے قریب ہے۔

[3] ہتھیار بند سپاہی۔ ہتھیار ساز۔ لوہار اور دربار شاہی کے مہتمم کو قورچی کہتے ہیں۔

بم علی اور قلی بابا گرفتاری | اس واقعہ کو دیکھ کر سید بم علی دربان، قلی بیگ (اس کا چھوٹا بھائی) بہلول اور ایوب بھی اپنے چند پرجوش سپاہیوں کو لے کر نکلے۔ اور عنبر کوہ کے دامن میں پہنچے جو خواجہ چنگال کے قریب ہے۔ اور خراسان جاتے ہوئے لشکر پر انھوں نے حملہ کیا لیکن سید بم علی اور قلی بابا اور ان کے ساتھی پکڑے گئے۔

صلح کی شرط شادی خانہ آبادی | سلطان حسین مرزا کو یہ خبر ملی۔ اس کے علاوہ حصار میں موسم بہار کی بارش کے سبب لشکر نے بہت تکلیف سہی۔ ان وجوہ سے صلح کی تدبیریں ہونے لگیں۔ اندر سے محمود برلاس آیا۔ باہر سے حاجی پیر بکاول پہنچا۔ عماید اور گویئے وغیرہ جو مل سکے وہ جمع ہوئے اور سلطان محمود مرزا کی بڑی بیٹی سے جو خان زادہ بیگم کے بطن سے تھی حیدر مرزا کی شادی کردی۔ وہ پائندہ سلطان بیگم کے پیٹ سے تھا۔ اور سلطان ابو سعید مرزا کا نواسہ تھا۔ سلطان حسین مرزا نے حصار کا محاصرہ اٹھالیا۔ اور وہ قندز چلا گیا۔

سلطان حسین مرزا اور خسروشاہ کی صلح | قندز پہنچنے کے بعد تھوڑی سی سیاست برتی۔ اور محاصرہ کی تجویزیں ہونے لگیں۔ آخر بدیع الزماں مرزا نے بیچ میں پڑ کر صلح کرادی دونوں طرف کے جو لوگ پکڑے گئے تھے وہ چھوڑ دیئے اور محاصرہ کرنے والے واپس چلے گئے۔

خسروشاہ کی ترقی کے اسباب | خسروشاہ جو اس قدر بڑھا چڑھا اور اپنی حد سے آگے قدم رکھنے لگا اس کی وجہ یہی تھی کہ سلطان حسین مرزا نے دو دفعہ چڑھائی کی اور اسے چھوڑ دیا۔

سلطان حسین نے بیٹوں کو شہر بانٹے | سلطان حسین مرزا بلخ پہنچا تو اس خیال سے کہ ماوراءالنہر[1] کی نگرانی بہتر طریقہ پر ہو سکے بدیع الزماں مرزا کو بلخ اور مظفر حسین مرزا کو استر آباد دیا اور دونوں کو حکم جاری ہوا کہ صبح دربار میں بلخ اور استر آباد کے عطا ہونے پر آداب بجالائیں۔ وہ آداب بجالائے۔

بعد کے فسادات کی وجہ | بدیع الزماں مرزا اس انتظام سے ڈرا۔ مدت تک جو فسادات اور بغاوتیں ہوئیں وہ اسی وجہ سے ہوئیں۔

---

[1] ماوراءالنہر فریدوں نے اپنے بیٹے کو دے دیا تھا۔ اس کے نام کی مناسبت سے اس کو توران بھی کہتے ہیں۔

بائسنغر مرزا اور سمرقندیوں میں بگاڑ | سمرقند کے اندر اسی رمضان[1] میں ترخانیوں نے فساد برپا کر دیا۔ اس کا مفصل حال یہ ہے کہ بائسنغر مرزا حصار والی فوج اور وہاں کے امراء سے جتنا میل جول رکھتا تھا۔ سمرقند والوں پر اتنا مہربان نہ تھا۔ شیخ عبداللہ وزیر اور بڑا سردار تھا اس کے بیٹے مرزا کے اتنے منہ لگے تھے کہ ان پر عاشق و معشوق کی تہمت لگائی جاتی تھی۔ ترخانی اور سمرقندی اُمراء جلتے تھے۔

بائسنغر مرزا کو سزائے موت کا حکم | آخر کار درویش محمد ترخان، بخارا سے آیا۔ اس نے سلطان علی مرزا کو قرشی[2] سے لا کر بادشاہ بنایا۔ پھر وہ نئے باغ میں آ گیا۔ وہیں بائسنغر مرزا بھی تھا۔ اس کو کسی فریب سے گرفتار کر لیا اور اس کو اس کے آدمیوں سے الگ کر کے ارک میں لے گئے

قید خانے سے فرار | دونوں مرزا ایک ہی جگہ رکھے گئے۔ ان کا ارادہ تھا کہ ظہر کے وقت مرزا کو سبز محل میں بھیج دیا جائے۔ بائسنغر مرزا رفع حاجت کے بہانے اس مکان میں گیا۔ جو باغ والی بارہ دری کے شمال و مشرق کے درمیان ہے۔ دروازے پر ترخانیوں کے سپاہی تعینات تھے محمد قلی قوچین اور حسن شربت جی مرزا کے ساتھ اندر چلے گئے۔ اتفاق سے اس مکان کے پیچھے ایک دروازہ تھا اس میں اینٹوں کا تیغا لگا ہوا تھا۔ اس کو توڑ کر باہر جا سکتے تھے مرزا نے فوراً اس تیغے کو توڑ ڈالا۔ اور باہر نکل کر ارک سے عادقر[3] کی طرف چلا۔ فصیل سے اُدھر موری کے اندر سے نکلا اور دوہری فصیل سے کودا۔ اور خواجہ کاہ خواجہ کے گھر میں خواجہ کفشر کے پاس جا پہنچا۔

مضبوط پناہ گاہ | دروازے پر پہرہ دینے والے تھوڑی دیر بعد اندر پہنچے۔ تو دیکھا کہ مرزا فرار ہو گیا ہے۔ دوسرے دن ترخانیوں کا مجمع خواجہ کاہ خواجہ کے مکان پر گیا۔ اور بھاگے ہوئے قیدی کو مانگا۔ خواجہ نے انکار کر دیا۔ ترخانی زبردستی نہ چھین سکے۔ خواجہ کمزور نہ تھا۔

نئے بادشاہ کی گرفتاری | ایک دو دن بعد اُمراء میں سے خواجہ ابوالمکارم اور حاجی بیگ وغیرہ اور

[1] مئی یا جون ۱۴۹۶ء [2] قرشی، کیش کے جنوب کی طرف ہے [3] غدفر

بہت سے سپاہی اور شہر کے باشندے جمع ہو کر خواجہ کے گھر گئے اور مرزا کو لائے۔ اور انھوں نے سلطان علی مرزا کو ترخانیوں سمیت محل میں گھیر لیا وہ ایک دن بھی محل کو نہ بچا سکے۔

محمد ترخان چور دروازے سے نکل کر بخارا بھاگا۔ سلطان علی مرزا اور درویش محمد ترخان گرفتار ہو گئے۔

درویش محمد کا قتل بائیسنغر مرزا، احمد حاجی بیگ کے گھر میں تھا۔ وہاں درویش محمد ترخان کو پکڑ لائے اس سے دو ایک سوال کئے۔ مگر وہ تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے کام ایسے نہ تھے کہ وہ جواب دے سکتا۔ مرزا نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ وہ تھرتھرا کر ستون سے چمٹ[۱] گیا۔ وہ ستون کو چمٹنے سے کیا چھوڑ دیتے۔ فوراً گردن اڑا دی۔

آنکھیں پھوڑنے کی سزا سلطان علی مرزا کے لئے حکم ہوا کہ سبز محل میں لے جا کر آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھیر دی جائیں۔

امیر تیمور نے جو شاندار عمارتیں بنائیں سبز محل اُن ہی میں سے ایک ہے۔ یہ محل سمرقند میں واقع ہے۔ اس عمارت میں عجیب خاصیت ہے۔ امیر تیمور کی اولاد میں سے جو ابھرا اور تخت پر بیٹھا۔ وہ وہیں تخت نشین ہوا۔ اور سلطنت کا دعویٰ کرنے کے جرم میں جو مارا گیا۔ اسی مکان میں مارا گیا۔ اسی لئے یہ کنایہ مشہور ہے کہ فلاں بادشاہ کو سبز محل میں لے گئے یعنی قتل کر دیا۔

سلطان علی مرزا کو سبز محل میں لے گئے اور اس کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی گئیں

سلطان علی بخارا بھاگا جراح نے نہ جانے جان کر ایسا کیا یا اس کا اناڑی پن تھا کہ سلطان علی مرزا کی آنکھوں کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ مرزا اس وقت حقیقت پی گیا اور خواجہ یحییٰ کے گھر چلا گیا۔ اور دو تین دن بعد فرار ہو کر ترخانیوں کے پاس بخارا جا پہنچا۔

---

۱ ترکوں میں ستون اور خیمے کی لکڑی کو مقدس مانتے تھے اسی لئے مجرم اس سے لپٹ کر پناہ مانگتا تھا۔

ان واقعات سے خواجہ عبید اللہ کی اولاد میں دشمنی ہو گئی - ان کا بڑا بڑے بھائی کا طرف دار ہو گیا اور چھوٹے، نے چھوٹے بھائی کا ساتھ دیا۔

خواجہ یحییٰ بھی کچھ دن بعد بخارا چلا گیا۔

بائسنغر مرزا کی شکست | بائسنغر مرزا نے لشکر جمع کر کے علی مرزا کے لئے بخارا پر چڑھائی کی - وہ جیسے ہی بخارا کے قریب پہنچا - سلطان علی مرزا اور ترخان امرا ڈٹ کر سامنے آ گئے - ذرا سی دیر کی لڑائی کے بعد سلطان علی مرزا کو فتح ہوئی - اور بائسنغر مرزا ہار گیا۔

احمد حاجی بیگ کا قتل | احمد حاجی بیگ اور اچھے اچھے سردار پکڑے گئے - ان میں سے اکثر کو قتل کر ڈالا - درویش محمد ترخان کے عزیزوں اور ملازموں نے اس کے قتل کی تہمت میں احمد حاجی بیگ کو بے عزتی سے قتل کیا - سلطان علی مرزا اُسی وقت بائسنغر مرزا کے تعاقب میں سمرقند روانہ ہوا۔

سمرقند پر میرا پہلا حملہ | عید کے چاند مجھے یہ خبر ملی - میں بھی اسی مہینے اپنے لشکر کے ساتھ سمرقند لینے چلا - سلطان حسین مرزا حصار اور قندز سے واپس جا چکا تھا اس لئے سلطان مسعود مرزا اور خسرو شاہ مطمئن تھے، سلطان مسعود مرزا بھی سمرقند کو فتح کرنے کے خیال سے شہر سبز میں آ گیا - خسرو شاہ نے اپنے چھوٹے بھائی ولی کو مرزا کے ساتھ بھیجا۔

سمرقند تین چار مہینے تک تین چار طرف سے گھرا رہا۔

سلطان علی سے میری ملاقات | سلطان علی مرزا کے پاس سے خواجہ یحییٰ نے آ کر مجھ سے میل ملاپ کی باتیں کیں - اور ملاقات کی تجویز طے ہوئی - سمرقند سے دو تین کوس نیچے کی طرف ہٹ کر مقام سُغد[1] کی طرف سے میں اپنے لشکر کے ساتھ چلا اور سلطان علی مرزا اپنے لشکر سمیت آیا - وہاں سے چار پانچ آدمی علی مرزا نے ساتھ لئے ادھر سے میں بھی چار پانچ ساتھیوں کو لے کر پہنچا دریائے کوہک کے اندر ہم دونوں نے گھوڑوں پر بیٹھے بیٹھے ملاقات کی اور باہم خیریت دریافت کی - اس کے بعد وہ اپنی طرف چلا گیا میں اپنے ہاں چلا آیا۔

---

[1] ۱۳ رجون ۱۴۹۴ء سُغد، سمرقند کے قریب ایک شہر ہے۔